

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“

تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

شازیہ عہرین*

Abstract

In this article reviews of Maulvi Abdul Haq's Urdu Dictionary which he compiled on the model of Fowler's Oxford Dictionary of English have been studied. The most original contribution of Maulvi Abdul Haq in the compilation of dictionary was listing of new compound words of Urdu. This list added to the existing treasure of Urdu language. Yet Abdul Haq's critics have been divided in their views about the evaluation of the dictionary. In this article their opinions about Haq's work are systematically examined.

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی تدوین بابائے اُردو مولوی عبدالحق کا ایک اہم ترین کارنامہ ہے۔ یہ ڈکشنری پہلی بار ۱۹۳۷ء میں انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد کے زیر اہتمام مسلسل چودہ سال کی اجتماعی کاوش کے بعد مولوی عبدالحق کے تحقیقی و تنقیدی مقدمے کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس میں دو لاکھ انگریزی الفاظ اور ان کے مترادفات دیئے گئے تھے۔ اس انگریزی اُردو لغت سے پہلے بھی کئی انگریزی ہندوستانی لغات شائع ہو چکی تھیں۔ مولوی صاحب نے ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو“ ڈکشنری کے مقدمے میں سترہویں اور اٹھارویں صدی میں منظر عام پر آنے والی انگریزی اُردو لغات کی فہرست اور مختصر کوائف پیش کرنے کے بعد ڈاکٹر جان گلکرسٹ اور ڈاکٹر فیلن کی لغات کا بطور خاص تذکرہ کیا اور ان لغات کو پہلے لکھی گئی تمام لغات پر ترجیح دی لیکن اپنی تمام تر خصوصیات کے باوجود یہ لغات جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھیں۔ اس لیے ایک جدید، جامع اور مستند لغت کی ضرورت کے پیش نظر مولوی صاحب نے ”اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی ترتیب و تدوین کا کام شروع کیا۔

* ریسرچ سکالر، شعبہ اُردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان۔

”تدبیر یہ سوچی گئی کہ یہ کام متحدہ طور پر انجام پانا چاہیے یعنی متعدد
اصحاب مل کر یہ کام کریں۔ ایک تو اس لیے کہ یہ مشکل اور بڑا کام
ایک آدمی کے بوتے کا نہیں۔ دوسرے ہمیں مل کر کام کرنے کی
عادت بھی ہونی چاہیے ورنہ بڑے اور اہم کام کبھی انجام نہ پاسکیں
گے۔“ (۱)

اس خیال کے پیش نظر مولوی صاحب نے ایسے اہل علم حضرات کی فہرست بنائی جو اس میں معاون ہو سکتے
تھے اور پھر ایک ایک حرف ان کے سپرد کر دیا گیا۔ جو حرف زیادہ بڑے تھے ان کے ایک یا زیادہ حصے کر کے مختلف
اصحاب میں تقسیم کر دیئے گئے اور ترجمے سے متعلق ضروری ہدایات دے دی گئیں اور فی صفحہ معاوضہ بھی مقرر کر دیا
گیا۔ نظر ثانی کے لیے باقاعدہ ایک مجلس تشکیل دی گئی جس میں ایک ایک لفظ پر تفصیلی بحث ہوتی تھی۔ مولوی صاحب
کے مختلف لوگوں کے نام لکھے گئے خطوط سے ”لغت“ کے مختلف مراحل کا تاریخ وار پتہ چلتا ہے۔

”دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کر کے اُٹھتے تو وضعیت و ترجمہ
الفاظ والی جماعت کی بیٹھک ہوتی۔ مولوی صاحب ہمیں بھی اپنے
کمرہ میں بلوالیتے یا خود آکر لے جاتے اور ہم سے بھی رائے دینے
کے لیے اصرار کرتے۔ ہماری موجودگی میں کافی الفاظ وضع
ہوئے۔۔۔ ایک محاورے (Birds Eye View) کا
ترجمہ تو میں مدت العمر نہ بھولوں گا جس کی ترجمہ کاری کے دوران
ہم لوگوں نے بھی ”اُڑن جھلک“ کی ٹانگ اڑادی تھی اس پر بہت
بحث و تحیص رہی اور بالآخر کثرت رائے سے ”طائرانہ نظر“ طے
ہوا۔ ہوتا یہ تھا کہ مولوی صاحب کوئی لفظ پیش کر کے اس کی تشریح و
توضیح کرتے۔ مولانا سلیم اور سید سجاد حسین اور خود مولوی صاحب
بھی اس کا ترجمہ تجویز کرتے پھر رائے زنی شروع ہو جاتی اور ایک
ایسا لفظ وجود میں آ جاتا کہ اصول ترجمہ کے مابین کوئی جھول جھال
باقی نہ رہتی۔“ (۲)

دوران ترجمہ مروجہ اور عام فہم الفاظ کو ترجیح دی جاتی اور مقامی زبانوں کے الفاظ کے استعمال کا بھی لحاظ رکھا جاتا۔ سید ساجد علی لکھتے ہیں:

”یہ وہ زمانہ تھا کہ جب اورنگ آباد اور حیدر آباد میں تقریباً ہر صحبت میں یہی الفاظ سازی اور اصطلاحات وضع کرنے کا چرچا رہتا تھا اور پوری ریاست میں ایک علمی فضا قائم ہو گئی تھی، علمی مباحثے بڑے پُر لطف اور فکر انگیز ہوتے تھے۔“ (۳)

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ چونکہ دوسلانی لغت تھی اور دوسلانی لغت مرتب کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ مرتب نہ صرف دونوں زبانوں کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہو بلکہ دونوں زبانوں کے الفاظ کی روح اور ان کے تاریخی ارتقاء سے بھی آگاہی ہو۔ مولوی صاحب نے پوری کوشش کی کہ بڑی احتیاط سے انگریزی الفاظ، محاورہ، روزمرہ اور ضرب الامثال کے لیے اُردو الفاظ، روزمرہ محاورے اور ضرب الامثال اس طرح متعین کیے جائیں کہ صحیح مفہوم پوری طرح واضح ہو جائے۔ مقدمے میں لکھتے ہیں:

”لفظ کی تشریح تو آسان ہے لیکن لفظ کے لیے ویسا ہی لفظ اور محاورے کے لیے ویسا ہی محاورہ لانا مشکل کام ہے۔ بعض اوقات ایک ایک لفظ کے لیے بیسیوں کتابوں کے ورق اُلٹتے پڑتے تھے۔ بول چال یا عامیانہ الفاظ کے لیے اُردو میں بھی اسی قسم کے لفظ تلاش کرنے پڑتے تھے۔ علمی اصطلاحوں کے لیے علمی اصطلاحیں اور پیشہ وروں کی اصطلاحوں کے لیے پیشہ وروں کی اصطلاحیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر لانی پڑتی تھیں۔“ (۴)

بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی ترتیب ”کنسائز آکسفورڈ ڈکشنری“

(The Concise Oxford Dictionary, by H.F.Fowler and L.G.Fowler, Oxford at the Clarendon Press, 1929.) کے مطابق کی۔ اس ڈکشنری کا پہلا ایڈیشن ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے اس ڈکشنری کو سامنے رکھ کر اس کے تمام اندراجات اور ان کے مطالب کا ترجمہ پیش کیا ہے اور ضرورت کے مطابق ترامیم اور اضافوں سے بھی کام لیا ہے۔ الفاظ کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے

ہے۔ لغت کی ابتدا میں "Abbreviation" کی فہرست دی گئی ہے۔

انگریزی الفاظ کے معانی کے نازک فرق بھی اُردو مترادف الفاظ سے ظاہر کیے گئے ہیں جن الفاظ کے مختلف اور متعدد معنی ہیں وہاں پر معنی کا نمبر شمار دے دیا گیا ہے تاکہ معنی کا امتیاز صاف طور پر دکھائی دے اور ہر معنی کا فرق مثالیں دے کر ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ محض تشریح کر دینے سے نہ تو پورا مفہوم سمجھ میں آتا ہے اور نہ اس کا صحیح استعمال معلوم ہوتا ہے اس لغت کی تدوین میں مولوی صاحب نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ لفظ کے تحت کے محاورات بھی حروف تہجی کی ترتیب سے لکھے جائیں تاکہ تلاش میں الجھن نہ ہو۔ ہر زبان کا اپنا مخصوص مزاج ہوتا ہے اس کے لفظوں کی ساخت، تراکیب کی بناوٹ، قواعدی اصول و ضوابط اسی مزاج کے تابع ہوتے ہیں، اسی لیے جب ایک زبان کے لفظوں کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جاتا ہے تو دونوں کے مزاج کو سامنے رکھنا پڑتا ہے۔ اس بات کے پیش نظر مولوی صاحب نے جن انگریزی الفاظ کے مترادفات اُردو میں موجود نہیں تھے ان کے لیے نئے الفاظ بھی وضع کیے۔

”انگریزی میں درحقیقت بعض ایسے لفظ ہیں کہ ان کا مترادف ہماری زبان میں نہیں۔ ایسے موقع پر تشریح و تعریف کے ساتھ نیا لفظ وضع کر دیا گیا ہے لیکن ایسے لفظ وضع کرنے میں حتی الامکان اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید لفظ زبان کی فطری ساخت کے مطابق ہو۔“ (۵)

اس طرح اس ”لغت“ کی تدوین کی بدولت اُردو زبان میں بہت سے نئے الفاظ اور تراکیب کا اضافہ ہوا۔ اس لغت کی تالیف کے دوران انگریزی کے جوئے الفاظ عام ضرورت کے تحت روزمرہ استعمال میں آگئے تھے انہیں بھی ضمیمہ کے طور پر لغت کے آخر میں اُردو مترادفات کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی تدوین کے مختلف مراحل میں سید وہاب الدین، محمد حسن محوی، وحید الدین سلیم، مولوی غلام یزدانی، مولوی سید ہاشمی فرید آبادی، ڈاکٹر عابد حسین، پروفیسر محمد مجیب، ڈاکٹر یوسف حسین، شیخ چاند، سید سراج الدین، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی شریک کار رہے۔ مولوی صاحب نے ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کے مقدمے میں ان سب اہل علم شخصیات کے نام کے ساتھ ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ تراجم کی نظر ثانی اور آخری پروف دیکھنے کا کام مولوی صاحب خود سرانجام دیتے تھے۔

”کہنے کو تو یہ نظر ثانی تھی لیکن حقیقت میں از سر نو ترجمہ کرنا پڑا۔ شاید

ہی کوئی لفظ ہوگا جو حک و اصلاح سے بچا ہو۔“ (۶)

نظر ثانی اور پروف خوانی کے سلسلے میں شیخ چاند، مولوی سید ہاشمی اور ڈاکٹر عابد حسین کی معاونت کا ذکر مولوی صاحب نے مقدمے میں خاص طور پر کیا ہے۔

”وہ نظر ثانی کر کے بھیجتے جاتے اور اس کے بعد میں ایک نظر دیکھ لیتا

اور پھر چھپنے کے لیے دے دیا جاتا۔ کچھ اوراق کی نظر ثانی میں نے

تہا کی اور بعض کی مولوی سید ہاشمی نے لیکن اس کام کا زیادہ بار

ڈاکٹر عابد حسین ہی کے سر رہا۔“ (۷)

لیکن بعض نام ایسے بھی ہیں جن کی ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کے سلسلے میں سرانجام دی جانے والی خدمات کے اعتراف سے مولوی عبدالحق نے دانستہ یا نادانستہ طور پر گریز کیا۔ ان ناموں میں ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کا نام سرفہرست ہے۔

”آخری پروف وہ خود دیکھتے تھے اور نگ آباد کا پریس باقاعدگی سے

اس کام میں لگا ہوا تھا اور انہیں وسوسہ تھا کہ معلوم نہیں کتنی تاخیر

ہو جائے، مجھ سے کہا کہ ”تم غور سے یہ پروف دیکھ ڈالو اور پھر ایک

ایک ورق کی تنقیح مجھ سے کروا کر انہیں اور نگ آباد بھیج دو۔“ مجھے

اس قسم کا کام دقت نظر سے کرنے کا شعور تھا چنانچہ پروف کی تنقیح

کرتے وقت میں نے چند ایسی غلطیوں کی نشان دہی بھی کی جو پچھلے

پروف میں رہ گئی تھیں۔ اس کام سے مولوی صاحب بہت خوش

ہوئے اور کہنے لگے فی الحال ”ہندی لغت“ اُٹھا رکھو۔ وہ کام بعد

میں بھی ہو سکتا ہے، چنانچہ اس لغت کے حرف ”الیں“ (S) سے لے

کر آخر تک فائنل پروف میں نے پڑھے، لغت کا ضمیمہ اور اس کا

مختصر ایڈیشن بھی تیار کیا۔“ (۸)

لیکن جب ۱۹۳۷ء میں ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ مولوی صاحب کے مقدمے کے ساتھ شائع

ہوئی تو اس میں ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری کا نام اور خدمات کا ذکر مولوی صاحب نے بالکل حذف کر دیا۔ ان دنوں ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری ڈاکٹریٹ کی غرض سے پیرس میں مقیم تھے۔ لکھتے ہیں:

”۱۹۳۸ء کے آغاز میں یہ دل خراش خبر ملی کہ ٹراونکور کے وزیر تعلیم اور وزیر اعلیٰ کی کشمکش کا نزاع مجھ پر گرا اور آخری مرحلے پر وظيفہ کی درخواست مسترد ہو گئی۔ مستقل آمدنی کا سہارا فقط انجمن ترقی اردو کا معاوضہ رہ گیا جس کے لیے میں ماہ بہ ماہ بالاقساط مقررہ کام بھیج دیتا تھا۔ ”شکنتلا“ کے علاوہ ”قاضی نذر الاسلام“ کی نظموں کے تراجم کے مسودے مولوی صاحب تک پہنچ چکے تھے۔ علاوہ بریں ان کی فرمائش کے مطابق مختصر ہندی اردو لغت کی تدوین بھی شروع کر دی تھی۔ یک بیک مارچ ۱۹۳۸ء میں انہوں نے اطلاع دی کہ عنقریب انجمن کا کاروبار دہلی منتقل ہو جائے گا اور اس کی تنظیم نئے خطوط پر ہوگی۔ بنا بریں فی الحال کام موقوف کر دو۔۔۔۔۔ اس وقت ”انگریزی اردو لغت“ کا قاعدہ منظر عام پر آئی تو مولوی صاحب کے دیباچے میں معاونین کی فہرست میں خاکسار کا نام غائب تھا۔ اس واقعے کا غم مجھے مدتوں رہا۔ اس وجہ سے نہیں کہ دو سال کی محنت ضائع ہوئی بلکہ اس لیے کہ میرا قبلہ گاہ ٹوٹ گیا۔“ (۹)

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے اس غیر علمی رویے کا پس منظر ۱۹۹۵ء میں بیگم حمیدہ اختر حسین رائے پوری کی خودنوشت ”ہم سفر“ کے شائع ہونے کے بعد سامنے آیا۔

”جس اختر کو آپ نے اتنی شفقت اور محبت دینے کے بعد اس قدر زیادتی کی کہ آپ کا ضمیر خود آپ کو جانے کس کس طور پر برا بھلا کہتا ہوگا، آخر آپ نے کس قصور اور کس غلطی کی بنا پر اختر کے ساتھ وہ ظلم کیا جو آپ جیسے عظیم انسان کو زیب ہی نہیں دے سکتا۔ مولوی صاحب کی آنکھیں دھندلا سی گئیں اور چہرہ تہمتا اٹھا۔ مجھے گھور کر

دیکھا اور بولے ”اس وقت جب تم دونوں مجھے چھوڑ کر چل پڑے
تھے تب یہ سوچا تھا کہ مجھے کیا دکھ اور تکلیف ہوئی۔ میں منع کرتا رہا
اور تم دونوں نے ایک نہ سنی۔ میں نے بھی اسی وقت سوچ لیا تھا کہ
اختر کے دل کو اسی قدر ٹھیس لگائے بنا نہ رہوں گا۔“ (۱۰)

بہر حال مولوی صاحب کے اس عمل کا پس منظر جو بھی ہو ایک قومی ادارے کے سربراہ، ایک سینئر ادیب،
ایک محقق اور ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ان کے
مزاج کی یہ شدت پسندی ایک طرف ان کی سب سے بڑی خوبی تھی اور دوسری طرف سب سے بڑی خامی بھی کہ
مولوی صاحب جس کے موافق ہیں تو موافق اور جس کے مخالف ہیں تو مکمل طور پر مخالف۔ ان کے ہاں درمیانی راستہ
یا مصلحت آمیز طریقہ کار کی گنجائش قطعی نہیں تھی۔ اس طرزِ عمل سے انہیں اگر کہیں کچھ فائدہ حاصل ہوا تو بے حساب
مخالفوں کا سامنا بھی کرنا پڑا اور آج ان کی وفات کے اتنے سالوں بعد بھی بہت سے سوال سر اٹھائے جوابات کے
منتظر ہیں۔ ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ اور اس کے بعد اس کا اختصار ”سٹوڈنٹس اسٹینڈرڈ انگلش اُردو
ڈکشنری“ کی طباعت و اشاعت کے سلسلے میں مظفر حسین شمیم نے تمام کام سرانجام دیا لیکن مولوی صاحب نے ان
کی خدمات کا بھی کہیں اعتراف نہیں کیا۔ مظفر حسین شمیم لکھتے ہیں:

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی طباعت کا کام میری
نگرانی اور میرے اہتمام سے اورنگ آباد میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ میں
نے اس موقع پر ان سے کہا کہ ایک صفحے پر ان تمام لوگوں کے نام،
کاموں کی تفصیلات کے ساتھ شائع کر دیئے جائیں جنہوں نے
اس ڈکشنری کے لیے الفاظ اور اصطلاحات بنانے اور مناسب
الفاظ، ضرب الامثال اور محاورات تلاش کرنے میں دن رات ایک
کر دیئے ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ پہلے ہی سے
ڈکشنری کی اشاعت میں خلاف توقع بہت دیر ہو گئی ہے اب اگر ان
کے ناموں اور کاموں کی تفصیلات شائع کی جائیں اور پھر انہیں
چھاپا جائے تو اشاعت میں مزید تاخیر ہو جائے گی فی الحال اس کی

گنجائش نہیں۔۔۔۔۔ حالانکہ اس وقت انجمن ترقی اُردو ہند کا صدر دفتر اورنگ آباد میں تھا، انجمن کے سارے رجسٹر اور ضروری کاغذات وہیں موجود تھے اور یہ تفصیلات صرف ایک گھنٹے میں نکالی جاسکتی تھیں اس ڈکشنری کا اختصار ”سٹوڈنٹس انگلش اُردو ڈکشنری“ کے نام سے وہیں اورنگ آباد میں میری نگرانی میں میرے اہتمام سے شائع ہوا تھا۔ یہ ڈکشنری مذکورہ بالا ”اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ سے مختصر کر کے مولوی صاحب کی ہدایت کے بموجب مرتب کی گئی تھی۔ مولوی صاحب نے اس پر صرف نظر ثانی کی تھی اور کہیں کہیں خفیف سی تبدیلیاں کی تھیں مگر انہوں نے نہ جانے کیوں اس ڈکشنری کے ٹائٹل پر اصل مرتب کا نام دینا پسند نہ فرمایا اور نہ اس حقیقت کا دینا چاہے میں کوئی اعتراف کیا۔“ (۱۱)

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کا دوسرا ایڈیشن باوجود ان کی خواہش اور کوششوں کے ان کی زندگی میں شائع نہ ہوسکا۔ برصغیر پاک و ہند میں اس ڈکشنری کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور بیرونی ممالک کی جامعات اور دفاتر میں بھی جہاں اُردو کا چرچا ہے یہی لغت رائج ہوئی۔ اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کم یاب اور پھر نایاب ہو گئی اس لیے مولوی صاحب نے انجمن ترقی اُردو پاکستان کے زیر اہتمام طلبہ اور اہل علم کی ضرورتوں کے پیش نظر ”اسٹوڈنٹس اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“، ”پاپولر انگلش اُردو ڈکشنری“ اور ”پاکٹ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی صورت میں ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ کی تلخیص متعدد بار شائع کی اور ہمیشہ اس کے ہر روپ کو قبول عام کی سند حاصل ہوئی۔

بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے اس لغت کی ترتیب و تدوین بہت محنت سے کی اور مختلف الفاظ اور اصطلاحات کے تراجم کے سلسلے میں تحقیق کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ ڈکشنری کی اشاعت سے پہلے رسالہ ”اُردو“ میں بہت سے الفاظ اور اصطلاحات کے تراجم شائع کیے تاکہ عام قارئین بھی ان سے استفادہ کریں اور ماہرین لسانیات کو اگر ان میں کوئی کمی بیشی دکھائی دے تو وہ بھی اپنی رائے دے سکیں۔ ایسی کوئی رائے اگر مولوی صاحب کو موصول ہوتی تو اس پر خوب غور و خوض کیا جاتا۔ جولائی ۱۹۲۶ء کے رسالہ ”اُردو“ میں لکھتے ہیں:

”اب چند صفحات کا ترجمہ جو نظر ثانی کے بعد قرار پایا ہے بہ غرض تنقید یہاں شائع کیا جاتا ہے تاکہ ذی علم حضرات اس پر غور فرما کر اپنے مشورے سے اطلاع دیں اگر کوئی مفید مشورہ ملا تو انجمن نہایت شکر گزار ہوگی اور نظر ثانی کے وقت اس کا پورا لحاظ رکھے گی۔“ (۱۲)

لیکن ان تمام کاوشوں اور احتیاط کے باوجود جب یہ ڈکشنری شائع ہو کر منظر عام پر آئی تو بعض اہل علم حضرات نے اس پر مختلف اعتراضات اٹھائے۔ سب سے بڑا اعتراض جو ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی تدوین کرتے ہوئے مولوی صاحب نے صرف ایک لغت ”کنساز آکسفورڈ ڈکشنری“ سے استفادہ کیا اور اسی کو بنیاد بنایا۔ یہ اس لغت کی سب سے بڑی خامی ہے۔ ایک نئی لغت کو مرتب و مدون کرتے ہوئے لغت نگار کو کبھی بھی ”ایک ہی لغت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔“ (۱۳) بلکہ اس دور کی تمام نمائندہ، مکمل اور جدید ترین لغات کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ مولوی صاحب نے چونکہ ایسا نہیں کیا اس لیے ان کے پیش کیے ہوئے بعض انگریزی الفاظ کے اُردو مترادفات سے قاری مطمئن نہیں ہو پاتا اور دوسری لغات کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ میں بہت سے انگریزی الفاظ ایسے بھی ہیں جن کے اُردو مترادفات نہیں دیئے گئے بلکہ صرف ان کے مفہوم کی تشریح کر دی گئی ہے۔ ڈاکٹر مسرت فردوس لکھتی ہیں:

”بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے معنوں کی تشریح کر دی گئی۔ مترادف اُردو لفظ پیش نہیں کیا گیا اگر اس وقت اس لغت کے ذریعہ نئے الفاظ وضع ہو کر زبان زد خاص و عام ہو جاتے تو اُردو زبان میں قابل قدر اضافہ ثابت ہوتے جیسے لفظ Novel۔“ (۱۴)

بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں انگریزی الفاظ کے اُردو مفہوم اور مترادفات تو پیش کیے گئے ہیں لیکن انگریزی الفاظ کے تلفظ کی نشاندہی نہیں کی گئی حالانکہ مولوی صاحب نے مقدمے میں واضح طور پر اس بات کی نشان دہی کی کہ ان کا مقصد صرف انگریزی الفاظ کے اُردو مترادفات بیان کرنا ہے۔ سید ساجد علی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں:

”تلفظ میں نے دانستہ چھوڑ دیا ہے ایک تو اس لیے کہ یہ لغت انگریزی داں اصحاب کے لیے ہے اور وہ صحیح تلفظ انگریزی لغت سے معلوم کر سکتے ہیں۔ دوسرے صحیح تلفظ کے لیے ہمیں نئی علامات وضع کرنی پڑیں گی کیوں کہ موجودہ خط کے رسم خط کی رو سے اردو میں انگریزی کا صحیح تلفظ ادا نہیں ہو سکتا اس جھگڑے سے بچنے کے لیے میں نے اسے بالکل اڑا دیا ہے۔“ (۱۵)

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری“ پر سید قدرت نقوی نے ”مطالعہ عبدالحق“ میں ”مولوی عبدالحق کی لغت نگاری“ پر بحث کرتے ہوئے کئی اعتراضات اٹھائے۔ لکھتے ہیں:

”مولوی صاحب کی تمام تر کوششوں کے باوجود لغت میں خامیاں پھر بھی رہ گئی ہیں اس کی مثال آپ پہلے ہی حرف "A" میں ملاحظہ فرمائیے۔ حرف کی تشریح کے بعد بطور صفت اس کے معنی ”ایک، کوئی“ لکھے گئے ہیں۔ یہاں ان معنی کے ساتھ تعلیم و تنکیر کے لیے اسم نکرہ کے ما قبل آتا ہے: حرف تنکیر لکھا جانا چاہیے تھا جیسا کہ اس کے نفیض The کے معنی میں لکھا ہے۔ عموماً حرف تخصیص یا حرف تعریف کے معنی میں اسمائے نکرہ سے پہلے آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں "A" کی تشریح کرتے وقت ”ایک، کوئی“ تو لکھ دیا گیا مگر ذہن ”حرف تنکیر“ کی طرف منتقل نہیں ہوا، جو ایک اصطلاح ہے۔“

(۱۶)

”دی اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری“ پر اٹھائے جانے والے ان تمام اعتراضات کے باوجود بابائے اردو مولوی عبدالحق کی مرتب کردہ یہ لغت آج بھی مستند سمجھی جاتی ہے۔ لغات مسلسل نظر ثانی اور اضافوں کے عمل سے گزرتی رہتی ہیں۔ بڑی سے بڑی اور جدید ڈکشنری بھی دو تین برس کے اندر ”پرانی“ ہو جاتی ہے لیکن اس حقیقت کو

بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ آج بھی بنیادی انگلش الفاظ کو اُردو کے ذریعے سمجھنے کی ضرورت اسی طرح باقی ہے جیسے پہلے تھی اور آنے والے دنوں میں بھی رہے گی۔ بابائے اُردو کی مرتب کردہ مذکورہ بالا لغت علمی لحاظ سے ”جدید“ نہیں اور کوئی لغت چھپتے چھپتے ہی ”جدید“ نہیں رہتی لیکن انگریزی زبان کے بے شمار اور بنیادی اہمیت کے حامل الفاظ کے سب سے زیادہ اور سب سے مستند ترجمے اسی لغت میں ملتے ہیں جن کی بدولت اس لغت کی تعلیمی اہمیت ہر دور میں مسلم رہے گی۔

حوالہ جات

- ۱۔ مولوی عبدالحق: ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ (مقدمہ) ص ۱۲، کراچی، انجمن ترقی اُردو، پاکستان، ۱۹۸۵ء (چوتھا ایڈیشن)
- ۲۔ عبداللطیف خان کشتہ: ”عبدالحق ۱۹۲۱ء میں“ سہ ماہی ”اُردو“ اگست ۱۹۶۲ء، ص ۵۸۔
- ۳۔ سید ساجد علی: ”جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کس طرح قائم ہوئی“ قومی زبان، اگست ۱۹۶۲ء، ص ۸۸۔
- ۴۔ مولوی عبدالحق: ”دی اسٹینڈرڈ انگلش اُردو ڈکشنری“ (مقدمہ) ص ۱۴۔
- ۵۔ ایضاً ص ۱۴۔
- ۶۔ ایضاً ص ۱۴۔
- ۷۔ ایضاً ص ۱۳۔
- ۸۔ اختر حسین رائے پوری، ڈاکٹر: ”گردراہ“، کراچی، مکتبہ دانیال، ۲۰۰۰ء، ص ۷۱-۷۲۔
- ۹۔ ایضاً ص ۱۱۲، ۱۱۳۔
- ۱۰۔ حمیدہ اختر حسین رائے پوری، ”ہم سفر“، کراچی، مکتبہ دانیال، ۱۹۹۵ء، ص ۲۴۹-۲۵۰۔
- ۱۱۔ مظفر حسین شمیم: ”یادایام مولوی عبدالحق“، مطبوعہ ادبی دنیا، دور پنجم، شمارہ ششم، ص ۷۴-۷۵۔
- ۱۲۔ مسرت فردوس، ڈاکٹر: ”بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی خدمات قیام اورنگ آباد کے دوران“، الوٹہ کارنج، اورنگ آباد، ۱۹۹۹ء، ص ۲۸۷۔

- ۱۳۔ شمس الرحمن فاروقی: ”نعت نویسی کے مسائل“ (مرتبہ) گوپی چند نارنگ، دہلی، کتاب نما، ۱۹۸۵ء، ص ۹۹۔
- ۱۴۔ مسرت فردوس، ڈاکٹر: ”بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی خدمات قیام اورنگ آباد کے دوران“، ص ۲۸۵-۲۸۶۔
- ۱۵۔ اکبر الدین صدیقی: ”خطوط عبدالحق“ (مرتبہ)، حیدر آباد دکن، اُردو اکیڈمی، ۱۹۶۶ء، ص ۱۳۹۔
- ۱۶۔ قدرت نقوی: ”مطالعہ عبدالحق“، انجمن ترقی اُردو، کراچی، ۱۹۹۷ء، ص ۸۹۔